محمد اسحاق سلفی
گلالی پور

محاسن اسلام

تسلسل کیلئے شمارہ نمبر 7 دیکھئے

حضرات آج ہم نے دین اسلام کو خدا حافظ کہہ کر دین میں نئی نئی بدعتیں جاری کر دی ہیں۔ اصل میں انسان کا اسلام میں داخل ہونا صرف یہ ہی نہیں کہ آدمی نماز پڑھتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کو نہ مانتا ہو اور زکوۃ ادا کرتا ہو لیکن نبی اکرم ﷺ کی عظمت کو تسلیم نہ کرتا ہو۔ آج بھی ایسے گروہ موجود ہیں جو کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کو نہیں مانتے۔ اگر حدیث کو مانتے بھی ہیں تو اس حدیث کو ہی مانتے ہیں جو ان کے امام صاحب نے صحیح کہی ہو یعنی وہ امام کی تقلید کرتے ہوئے جو امام کی بات کے عین مطابق حدیث آ جائے اس کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ لوگ دین سے اتنا دور ہو چکے ہیں کہ کہتے ہیں ہماری کتابوں کو پڑھنا قرآنِ کریم پڑھنے سے افضل ہے۔ (درمختار)

حالانکہ جو آدمی روزے بھی رکھتا ہو لیکن عظمت مصطفیٰ، رفعت مصطفیٰ، شریعت مصطفیٰ کو تسلیم نہیں کرتا تو اس کا ایمان بھی کامل نہیں ہے۔ جس طرح شاعر نے کہا ہے

نماز اچھی روزہ اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
کٹ مروں نہ جب تک خواجہ یثرب کی عظمت پر
خدا کی قسم کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

آیئے اب نبی ﷺ کی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے غور کریں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جو بات نبی علیہ السلام نے اپنی پاک زبان سے ارشاد فرمائی تھی کیا آج وہ بات ہمارے اندر موجود ہے یا کہ نہیں اور ہم کس طرح مصائب میں پھنس چکے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر بلائیں اور مصائب اتریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون کون سے کام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھ لیا جائے گا اور امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا اور آدمی بیوی کا کہا مانے گا اور اپنی ماں کو ناراض کرے گا اپنے دوست سے احسان کرے گا اور اپنے بھائی پر ظلم کرے گا اور مسجدوں میں آواز بلند ہوگی اور قوم کے سردار ذلیل قسم کے لوگ بن جائیں گے اور اس وقت آدمی کی تکریم اور تعظیم صرف اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی اور شرابیں پی جائیں گی اور ریشمی لباس پہنا جائے گا اور گانے بجانے کے آلات اور گانے والی لونڈیاں رکھی جائیں گی اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعنت کریں گے تو پھر اس وقت سرخ ہوا زمین میں دھنس جانے، شکلوں کے بدل جانے کا انتظار کرو۔ (رواہ الترمذی حدثہ علی باب ماجاء فی الشراط الباعۃ) کیا آج ہمارے اندر یہ موجود نہیں ہیں ہمارے اندر یہ سب موجود ہیں۔ ہم نے بیوی کا کہا ماننا شروع کر دیا ہے اور اپنے والدین کو ناراض کر لیا ہے اور آج حکمران بھی رزیل قسم کے بن چکے ہیں اور آج کل اکثر لوگ اگر کسی کی عزت کرتے ہیں تو اس کے شر سے بچنے کیلئے کرتے ہیں۔ شرابیں عام پی جاتی ہیں، کوئی روکنے والا نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ شراب حرام ہے جو عقل سے خالی اور نشے میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں وہ جواب دیتے ہیں جن اشیاء سے بنتی ہے وہ سب حلال ہیں۔ مثلاً گڑ، انگور، پھلوں کے چھلکے وغیرہ یعنی حلال چیزوں سے بنتی ہے۔ ایسے کم عقل لوگوں کے لئے یہی جواب کافی ہے کہ سن اے کم عقل شرابی جو کھاتا ہے وہ بھی حلال ہے اور جو پیتا ہے وہ بھی حلال ہے۔ جب تو حلال کھاتا، حلال ہی پیتا ہے تو پھر جب تو پاخانہ کرتا ہے اس کو بھی............

جب تو پیشاب کرتا ہے اس کو بھی شراب سمجھ

کر.............

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی یعنی مسجدوں میں اذانیں ہوں گی۔ لیکن نماز پڑھنے والے کم ہونگے۔ آج جو ہم میں سے کچھ نمازیں پڑھتے ہیں وہ تو اکثروں کی ہم میں سے عادت بنی ہوئی ہے ہم عادت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ عبادت سمجھ کر نہیں پڑھتے اور آج کل لوگ پوچھتے ہیں کہ دعاؤں میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ تاثیر کیسے ہو؟ جب ہم خشوع خضوع سے نماز پڑھیں گے' سنت نبوی کو پورا کریں گے تو ہم جب دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو بھی لازمی طور پر قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

وقال ربکم ادعونی استجب لکم

اللہ تعالیٰ تو ہر وقت دعا قبول کرتا ہے لیکن ہمارا حال کیا ہے کہ ہم باہر مجلس بنائے بیٹھے ہیں' حقہ پی رہے ہیں' جب اذان ہوتی ہے تو عادت کے طور پر نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ حقہ پینے سے منہ میں بدبو آتی رہتی ہے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی پیاز یا لہسن کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ یہ حقہ پیاز سے زیادہ بدبودار ہے' یہ حقہ میں جو تمبا کو ڈالتے ہیں اس سے تو جانور بھی حتیٰ کہ کتا بھی نفرت کرتا ہے۔ آپ کہیں گے یہ کیسے ہے؟ آپ آزما کر دیکھ لیں اگر تمبا کو جانور کے آگے پھینک دیا جائے وہ بھی اس کو نہیں کھاتا اور جس کھیت میں تمبا کو لگایا ہوا ہو تو اس میں کتا بھی پیشاب نہیں کرتا یہ جانور وغیرہ بھی اتنی نفرت کرتے ہیں لیکن آج ہم اس کو خوب پی رہے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

کل مسکر حرام ہر نشے والی چیز حرام ہے۔

ہم نے اسلام چھوڑ دیا ہے اور راہ راست سے ہٹ چکے ہیں جس راہ راست کی ہم ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ نماز میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں:

اھدنا الصراط المستقیم

ہم کو سیدھی اسلام والی راہ پر گامزن فرما۔ جس کو یہ سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی توفیق ہو وہ ہی سورۃ الفاتحہ پڑھے وہی سیدھے راستے پر گامزن ہوگا۔ جس کو نماز میں کم از کم پانچ وقت سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی توفیق ہی نہ ہو وہ کیسے دعا کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نبیوں' صدیقین' صالحین اور شہداء کے راستے پر چلا۔

اسلام کا نظریہ وطنیت

جب دل و فطرت میں انقلاب لا کر انہیں یکسر بدل دینے والے اسلام کا ظہور ہوا تو اس نے جہاں مسلمانوں کی تہذیب' معاشرت' اخلاق و عادات' خصائص و شمائل اور تمدن معیشت میں تبدیلی پیدا کی اس طرح ان کی سیاست کا نظریہ بھی بدلا اور الملک للہ کہہ کر اس نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ تمام روئے زمین پر اللہ کی حکومت ہے اور مسلمانوں کا مسکن و موطن بھی کوئی خاص نہیں سارا جہان ان کا وطن ہے یہ اسلام کی عالمگیری کا واضح ثبوت ہے کہ جس طرح خدا کا دین تمام کائنات اور اس کی پہنائیوں پر چھایا ہوا ہے اس طرح اہل اسلام بھی کائنات پر چھائے ہوئے ہیں اور کون و مکان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہان ہمارا

وطنیت کے اس وسیع و عریض نظریہ کے تحت اسلام نے مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کی۔ **انما المومنون اخوۃ** کے تحت ان کی ایک عالم بندی بنائی جس کی روح سے دنیا کے ہر حصے پر مسلمان بھائی بھائی بن گئے اور ملکی و علاقائی تمیز جاتی رہی۔ سارے جہان میں خلافت و حکومت قائم کی اور اس طرح انہوں نے ثابت کیا کہ مسلمان فقط ایک قوم ہیں۔

لیکن آج بدقسمتی سے اسلام کو دہشت گرد قرار دیا گیا اور جو اسلام کے ماننے والے ہیں ان کو جیلوں میں بند کر دیا گیا کہ کہیں اسلام نہ پھیل جائے۔ کہیں حافظ سعید صاحب امیر مرکز الدعوۃ کو گرفتار کر رہے ہیں اور کہیں مولانا اعظم طارق صاحب کو اور کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں کیونکہ یہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ بتاؤ؟ ان کا کیا قصور ہے وہ تو یہی کہتے ہیں کہ پوری دنیا میں رب کا قانون نافذ کر دو اور 80 ہزار مجاہدوں کا خون (جو کشمیر میں مجاہدوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر یہ ثابت کیا کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد) رائیگاں نہ جانے دو۔ ہم پر حق ہے کہ ہم اسلام کو زندہ کر کے ان بھائیوں کے خون کا قصاص لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه

سلطٰنا

اسلام اور حکومت کے محکم ربط پر ایک عظیم تاریخی واقعہ سے بھی قوت حاصل ہوتی ہے۔ شداد بن اوس کا بیان ہے کہ ہم کچھ لوگ پیغمبر اعظم کے دربار میں حاضر تھے کہ بنی عاصر کا سردار خاص انداز کے ساتھ عصائے پیری کا سہارا لیتے ہوئے حلقہ حضور تک پہنچا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ سے بہت سے سوال کئے اور کہا:

ان لکل قول حقیقة وما حقیقة قولک

ہر دعوے کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ آپ کے دعوے کی حقیقت کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ میں اپنے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذمہ داریوں بشارتوں اور عظمت کا حامل ہوں۔ عامری (بنی عامر کا سردار) نے یہ سن کر کہا آپ کا فرمان بجا ہے۔ سوال و جواب کے اس مفید سلسلہ میں عامری نے عرض کیا کہ برائیوں کی موجودگی میں نیکی کا فائدہ مرتب ہوتا ہے ارشاد فرمایا نہیں یہ تو برائیون کے داغ کو دھو دیتی ہے خوبیاں برائیوں کو بہالیتی ہیں اس جواب کے بعد عامری نے اپنے فرائض کی تفصیل بیان کی۔ عامری نے عرض کیا اگر میں صدق دل سے کلمہ پڑھ کر ان ذمہ داریوں کو پورا کروں تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت۔ عامری نے پھر عرض کیا یہ تو بعد کی بات ہے۔ ابھی اس دنیا کے فائدہ کو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس یادگار سوال کا تاریخی جواب پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے یہ ملا۔ **"نعم النصر والتمکین فی البلاد"** خوش آئندہ فتوحات اور حکومت۔

اس زبردست تاریخی واقعہ کا علم ہونے کے بعد دل میں اسلام اور حکومت کے تعلق کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک ہی واقعہ حکومت اور مذہب کی علیحدگی کا اعلان کرنے والے سیاستدانوں اور دین و دنیا کی علیحدگی کو ماننے والے تارک دنیا مسلمانوں کو جواب ہے۔ اگر دین کو دنیا سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے اور علیحدگی کے راہبانہ اصولوں کو مان لیا جائے تو دین ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ دنیا کا مقصد دین اور اس کے ثمرات و برکات ہیں۔ دنیا کی حکومت بھی داخل ہے۔ پیغمبر اس دنیا میں آئے۔

مذہب اسلام اسی دنیا کے دل پر نازل ہوا ہے۔ اسلام کا قانون حکومت اور اسلامی سیاست اسی دین کی بہتری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر حکومت کی حیثیت سے کوئی مقصد نہیں تو الحکم للہ کا کیا معنی ہے اور قرآن تکوین خلافت اور قرآن میں تکوین ارض کا مسئلہ کیوں درج کیا گیا ہے۔ ہم نے تو خلافت کے مقاصد کو نہیں سمجھا اور نہ ہی ہم نے سلف صالحین کے خلافت کے مقاصد پر غور کیا۔ ہم کو چاہئے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو حاکم ہونے اور حَکم ہونے کی حیثیت سے دیکھتے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی۔ **"فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم"** اے محمد ﷺ تیرے رب کی قسم اس وقت تک کوئی ایمان کا دعوٰی نہیں کر سکتا جب تک تجھ کو حکم نہ مان لیں۔ وہ تو ایسا حاکم اور حَکم تھا کہ رات کو عبادت میں امت کے لئے رو رو کر دعا کرتا تھا۔ لیکن ہم رات کو تو کیا بلکہ فرض نماز بھی پڑھنا گوارا نہیں کرتے۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نقل کیا ہے کہ ایک روز نبی ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو پڑھا۔ **"رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم"** اے میرے رب ان بتوں نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ جنہوں نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہوں گے اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جملے کو دہرایا کہ **"ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم"** اگر تو نے ان کو عذاب دیا تو یہ بے شک تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو بے شک غالب حکمت والا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا **"اللھم امتی وبکی"** اے میرے رب میری امت کو بخش دے اور پھر آپ ﷺ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ

السلام سے فرمایا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن تم ان سے پوچھو کہ وہ کیوں روتے ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ تو آنحضرت ﷺ نے سب حال بیان کیا۔ پھر حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا جبرئیل اذهب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوئک۔ کہ اے جبرئیل جاؤ محمد ﷺ کے پاس اور کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کرتے ہیں اور ہم آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے اسلام کو قبول کیا اور اسلام پر قائم رہے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر اپنے محبوب کو راضی کریں گے۔ یہ بھی اسلام کا معجزہ ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کا یہ بھی زندہ جاوید معجزہ ہے کہ جب کوئی اسلام قبول کر کے اسلام کی خاطر تن من قربان کرنے کی نیت کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی غائبانہ امداد فرماتے ہیں۔ جب اسلام قبول کرنے والے آزمائش اور مصائب میں اپنے آپ کو جھونک دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی طاقت میں کمی ہو تو وہ فرشتے پوری کر دیتے ہیں۔ جس طرح قرآن پاک میں ہے۔ ”**اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکه مردفین**“ (سورۃ انفال۔ آیت نمبر۹)

لیکن افسوس آج ان لوگوں کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے جو اسلام قبول کر کے اسلام سمجھنے کے لئے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اگر آج اللہ کی نصرت ہوتی ہے تو ان دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کی دعاؤں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ ان دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کی وجہ سے وطن عزیز کی لاکھوں مساجد آباد ہیں۔ معاشرے میں دینی اقدار کی کارفرمائی ان کی مساعی ہے۔ پانچوں وقت ملک کی فضاؤں میں بکھرنے والی اذانوں کی گونج انہی مدارس کی عطا ہے اور دلوں کی دائمی راحتیں بخشنے والے کلام الٰہی کی پرسوز قرأت جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیر کو بدل دیا تھا۔ جس نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق بنا دیا ہے۔ جس نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق بنا دیا۔ جس نے عثمان کو ذوالنورین بنا دیا۔ جس نے علی کو حیدر کرار بنا دیا۔ جس نے تمام صحابہ کو جنتی بنا دیا۔ انہی مدارس کا فیضان ہے۔ یہ مدارس آج سے شروع نہیں ہیں بلکہ نبی ﷺ کے زمانے سے چلے آ رہے ہیں۔ نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام پہلے دار ارقم میں پڑھتے تھے۔ پھر صفہ کے مقام پر دین کو سمجھتے تھے۔ سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر پاکستانی جانتا ہے کہ یہ مدرسوں کے آرڈیننس یا مدرسوں کا نصاب بدلنا یہ حکومت کا شعوری اور آزادانہ فیصلہ نہیں بلکہ یہ طالبات کا لہو پینے والے عفریت کا اگلا پڑاؤ ہے۔ وہ ان سرچشموں کو بند کر دینا چاہتے ہیں۔ جہاں فرعونوں کی خدائی کا انکار کرنے والے مردان حق پیدا ہوتے ہیں۔ دینی مدارس کی رگ جان کو اپنے پنجے میں رکھنے کا خیال اسی شجر خبیثہ کی شاخ پر کھلنے والا شگوفہ ہے۔ جس کی آبیاری امریکہ کر رہا ہے۔ لیکن مجھے ان نوجوانوں پر افسوس بھی ہے جنہوں نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ اس کو بھلا دیا انہی کی بدولت عظیم یونیورسٹیوں کا قیام ہوا۔ ان کے نام سے ان کے رعب سے قیصر و کسریٰ برانڈم ہو جاتے تھے اور جنگلی جانوران کی حفاظت کرتے تھے۔ بقول شاعر

تم اپنی حق پرستی سے چھپا لیتے دنیا کو
خدا کے سامنے جھک کر جھکا لیتے تھے اعداء کو

لیکن آج حالت اس کے برعکس ہے

ہر مقام پر ان کے لئے شکست ہے۔ ہر جگہ ان کے لئے شرمندگی ہے۔ ظلم کشمیر کا مطالعہ کریں، افغانستان کی تاریخ کا مطالعہ کریں، فلسطین کی تاریخ پڑھ لیں ہر جگہ مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے اور تمام وسائل کے باوجود کسی مقام پر کوئی موثر کردار ادا کرنے کے قابل نہیں۔ یہ حالت دیکھتے ہوئے ایک عام فہم شخص بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہم حاکم تھے محکوم کیسے ہو گئے؟ ہم عادل تھے، معدول کیسے ہو گئے؟ ہم فاتح تھے، مفتوح کیسے ہو گئے؟ ہم بہرہ ور تھے، بے بہرہ کیسے ہو گئے؟ ہم زبر تھے، زیر کیسے ہو گئے؟ یقیناً ان سوالات کا تصور ایک باشعور انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ کہ آخر وجہ کیا ہے۔ مسلمانوں کو توقیر و تعظیم کے

مقام سے ہٹ کر ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ تمام وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی سب سے بڑی وجہ قرآن وحدیت سے اعراض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا "**ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به آخرين**" اور آج کل اس کا اچھی طرح مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کو اپنا لائحہ عمل بنائے رکھا۔ دنیا میں ان کی دہشت اور حکمرانی رہی۔ لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات سے منہ پھیرا تو یہ اعلیٰ وارفع مقام سے تنزیل واد بار کی نیچی گہرائیوں میں جا گرے۔

اسلام کی حقیقت

آپ دیکھتے ہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب ایک قانون کے تابع ہیں۔ چاند اور ستارے سب ایک زبردست قاعدے میں بندھے ہوئے ہیں۔ جس کے خلاف وہ ایک بال برابر بھی جنبش نہیں کر سکتے۔ زمین اپنی خاص رفتار کے ساتھ گھوم رہی ہے اس کے لئے جو وقت اور رفتار اور جو راستہ مقرر ہے اس میں ذرا فرق نہیں آتا' پانی' ہوا' روشنی اور حرارت سب ایک ضابطے کے پابند ہیں۔ جمادات' نباتات اور حیوانات ہر ایک کے لئے جو قانون مقرر ہے اس کے مطابق یہ سب بیدار ہوتے ہیں۔ خود انسان کی حالت پر بھی ایک دفعہ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ بھی قانون کا تابع ہے۔ جو قاعدہ اس کی پیدائش کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اسکے مطابق سانس لیتا ہے۔ پانی' غذا اور روشنی حاصل کرتا ہے اس کے دل کی حرکت اس کے خون کی گردش' اس کے سانس کی آمدورفت اسی ضابطے کی پابند ہے۔ اس کا دماغ' اس کا معدہ' اس کے پھیپھڑے' اس کے اعصاب' اس کے ہاتھ' پاؤں' زبان' آنکھیں' غرضیکہ اسکے جسم کا ہر ہر حصہ وہی کام کرتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ یہ زبردست قانون جس کی بندش میں بڑے بڑے سیاروں سے لیکر زمین کا ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ تک جکڑا ہوا ہے۔ ایک بڑے حاکم کا بنایا ہوا قانون ہے۔ اس لحاظ سے ساری کائنات کا مذہب اسلام ہے۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی کو اسلام کہتے ہیں۔ سورج' چاند' ستارے' زمین' وہوا' پانی' روشنی' درخت' پتھر' جانور سب مسلم ہیں۔ اور وہ انسان بھی جو خدا کو نہیں پہچانتا خدا کا انکار کرتا ہے جو خدا کے سوا دوسروں کو پوجتا ہے وہ بھی اپنی فطرت کے لحاظ سے مسلم ہے۔ کیونکہ انسان کا پیدا ہونا' زندہ رہنا' مرنا سب خدا کے قانون کے تحت ہے۔ اس کے تمام اعضاء اور اس کے جسم کے ایک ایک رونگٹے کا مذہب اسلام ہے۔ کیونکہ وہ سب خدائی قانون کے تحت بنتے ہیں' بڑھتے ہیں اور حرکت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی زبان بھی اصل میں مسلم ہے۔ جس کے ساتھ وہ نادانی میں کفر وشرک کی باتیں کرتا ہے۔ اس کا سر بھی مسلم ہے جس کو وہ زبردستی خدا کے سوا کسی اور کے آگے جھکاتا ہے۔ یہ سب چیزیں خدائی قانون کی فرمانبردار ہیں اور ان کی ہر جنبش خدا ہی کے قانون کے تحت ہوتی ہے۔ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی خصوصیت کو بھی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ دین اسلام ایک فطرتی اور عالمگیر مذہب ہے۔ جس کی بنیاد شخصیت اور خصوصیت سے بالاتر ہے۔ اس کی تعلیمات فضول رسومات سے یکسر پاک ہیں۔ یہ اسلام کی ایسی حریت کی تعلیم دیتا ہے جس میں غلامی کا ادنیٰ تصور بھی باقی نہیں رہ سکتا اور اس کی تعلیمات میں امن وعافیت اور سکون کی ایسی بے پناہ دولت پنہاں ہیں کہ جو کوئی بھی اس کی حلاوت کو ایک بار چکھ لیتا ہے وہ اسلام سے ناقابل انقطاع وابستگی اختیار کر لیتا ہے اسلامی شریعت کی بہت سی خصوصیات ہیں۔

۱۔ اسلامی شریعت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی مخصوص دور' مخصوص مقام یا کسی مخصوص قوم کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کا پیغام تمام افراد کے لئے عام ہے کیونکہ پیغمبر ﷺ اسلام کو پورے انسانوں کے لئے رہبری کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا

۲۔ اسلامی شریعت خدائے رب رحمان کی رحمت اور بندوں پر شفقت اور رحمدلی کا مظہر ہے۔ جس کے ذریعے معاشرتی فسادات کو دور کرتا ہے۔

۳۔ اسلام شریعت کی اہم خصوصیت اس کا آسان ضابطہ حیات ہے' چنانچہ اس میں اہل کتاب کی شریعتوں کی طرح سخت اور مشکل قوانین نہیں ہیں جو ان کی بدعملیوں کے نتیجے میں آئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح معنوں میں اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)